Print\nOTE\NOTE2.tif not found.

6

کرشن چندر

مصنف کا تعارف

کرشن چندر کا شمار اردو کے عظیم افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ وہ 23 نومبر 1914ء کو پنجاب میں پیدا ہوئے۔ وہ نسلاً کشمیری تھے۔ ان کی ابتدائی تعلیم کشمیر میں ہوئی۔ ایف۔سی کالج لاہور سے انگریزی میں ایم اے کیا۔ پھر گورنمنٹ لاء کالج لاہور سے ایل۔ایل۔بی۔ کی ڈگری حاصل کی۔ انہوں نے پہلے پہل ایک اخبار میں صحافی کی حیثیت سے ملازمت کی۔ 1939ء میں آل انڈیا ریڈیو سے وابستہ ہوئے۔ پھر فلمی دنیا سے منسلک ہوئے اور آخری عمر تک بمبئی میں مقیم رہے۔

کرشن چندر معاشرے کی بے رحمیوں اور ناانصافیوں کے خلاف کھل کر اپنے افسانوں میں اظہار کرتے ہیں۔ افسانوں کے علاوہ انہوں نے ناول بھی لکھے ہیں۔ ان کی زندگی کا ابتدائی حصہ کشمیر میں گزرا اس لیے ان کو مناظر فطرت کی مصوّری سے خاص لگاؤ ہے۔ وہ سماج کے ہر طبقے کی نفسیات سے واقف ہیں۔ مہاجن، ساہوکار، اعلیٰ حکام، مذہبی پیشوا اور سیاسی رہنما، حکومت کے وزراء سب ان کے طنز کا شکار ہوئے ہیں۔ ان کے افسانوں میں 'زندگی کے موڑ پر'، 'بالکنی' 'کالو بھنگی' اور 'مہا لکشمی کا پل' قابل ذکر ہیں۔ ان کے ناولوں میں 'شکست'، 'ہمارا گھر'، 'پانچ لوفر' اور یادوں کے چنار وغیرہ کافی مشہور ہیں۔

18 مارچ 1977ء کو وہ دارِفانی سے کوچ کر گئے۔

انہوں نے ایک ہی ڈراما ''دروازے کھول دو'' لکھا ہے۔ جو بے حد مقبول ہوا۔ آج آپ اس ڈرامے کا آخری حصہ پڑھیں گے۔

ہمارا ملک مختلف رنگوں اور قوموں کا گہوارہ ہے۔ یہاں ہر جگہ کے رسوم و رواج اور تہذیب جدا ہے۔ اس اختلاف کو اگر نفرت کا سبب بنا لیا جائے تو ملک کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس ملک میں قومی ایکتا کی سخت ضرورت ہے۔ اس کے پیش نظر کرشن چندر نے ڈرامہ ''دروازے کھول دو'' لکھا۔ وہ لکھتے ہیں۔ جب دل کے دروازے بند کر لیے جاتے ہیں تو مذہبی جوش جنون کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور انسان کو انسان سے نفرت کرنا سکھاتا ہے۔ لیکن جب کوئی آدمی اپنے دل کے دروازے کھلے رکھتا ہے تو کسی کو دکھ نہیں دیتا۔ کسی کا دل نہیں توڑتا۔ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ وہ سب کا سکھ سب کی بھلائی چاہتا ہے۔

Print\nOTE\NOTE1.tif not found.

کرشن چندر نے اس ڈرامے کے ذریعے قومی یکجہتی اور بھائی چارے کا پیغام دیا ہے۔ یہ ڈراما کافی طویل ہے۔ اس کتاب میں ڈرامے کا آخری حصہ شامل کیا گیا ہے۔

مقاصد

اس ڈرامے کو پڑھنے کے بعد آپ:

- ڈرامے کے تین اہم اجزاء کے بارے میں بتا سکیں گے؛
- ڈراما کے مرکزی خیال کو سمجھ کر بیان کر سکیں گے؛
- ڈراما نگار کے پیغام کو دوسروں تک پہنچا سکیں گے؛
- ڈراما نگار کے اسلوب بیان پر اظہار رائے کر سکیں گے۔

6.1 اصل سبق

آیئے اب ایک بار پورا سبق پڑھ لیں۔

دروازے کھول دو (آخری حصہ)

ڈرامے کے کردار

پنڈت رام دیال	کمل کنج بلڈنگ کا مالک
کمل کانت	پنڈت رام دیال کا بیٹا
مرزا ارشاد حسین	رام دیال کا منیجر
مس ازا بیلا کوئیلو	نوجوان لڑکی
ڈاکٹر ایڈورڈ کوئیلو	اس کا باپ
انکل رام بھروسے	ان کا پرانا نوکر

منظر

(کمل کنج بلڈنگ کے گراؤنڈ فلور میں ایک مستطیل بڑا سا آفس نما کمرہ، کمرے کی دیواروں پر نئی نئی سفیدی ہو چکی ہے۔

Print\nOTE\NOTE2.tif not found.

بریکٹوں سے بجلی کے تار باہر نکلے ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس بلڈنگ میں بجلی نہیں آئی ہے۔ کمرے کے ایک کونے میں لکڑی کے تختے، سیمنٹ، رنگ کے ڈبے وغیرہ رکھے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بلڈنگ میں ابھی تعمیر کا کام ختم نہیں ہوا ہے۔

اسٹیج کے مرکز میں سامنے کی دیوار پر گنیش جی کی ایک بڑی تصویر آویزاں ہے۔ اس تصویر کے نیچے رام دیال کی کرسی ہے۔ اس کے سامنے ایک میز رکھی ہے۔ جس پر بلڈنگ کا نقشہ، قلم دان، چند فائلیں اور ٹیلی فون وغیرہ رکھے ہیں۔

دائیں طرف آخر میں ایک تخت بچھا ہے اس پر گاؤ تکیہ لگا ہے چند کرسیاں اور اسٹول بھی ادھر ادھر بے ترتیبی سے پڑے ہیں۔)

اب تک کا خلاصہ

رام دیال ایک کٹر برہمن ہے۔ جو فلیٹس بنوا کر بیچتا ہے یا کرایے پر دیتا ہے۔ حالانکہ اس کے پاس نو فلیٹس خالی ہیں لیکن وہ کسی ایسے آدمی کو کرائے پر دینے کو تیار نہیں جو اس کا ہم مذہب یا ہم ذات نہ ہو۔ ایک مسلمان جوڑے کو اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ آپ کے لیے مناسب جگہ جامع مسجد اور اردو بازار ہے۔ ایک پنجابی کو اس لیے فلیٹ نہیں دیا کہ وہ گوشت، مچھلی کھاتا ہے۔ ایک مدراسی ہوٹل والے کو مکان دینے سے اس لیے انکار کرتا ہے کہ وہ چمار کا بیٹا ہے۔ آخر میں ایک عیسائی لڑکی فلیٹ لینے آتی ہے۔ اس وقت رام دیال آفس میں نہیں ہوتا ہے اس کا بیٹا کمل کانت اسے فلیٹ دینے کا وعدہ کر لیتا ہے۔ لڑکی اپنے انکل رام بھروسے کو فون کر کے بلا لیتی ہے۔ وہ سامان سمیت کمل کنج اپارٹمنٹ پہنچ جاتا ہے۔ اس وقت آفس میں کوئی نہیں ہوتا ہے۔ کمل کانت لڑکی کو لے کر فلیٹ دکھانے گیا ہے۔ رام بھروسے کونے کے تخت کو اسٹیج کے مرکز میں لیتا ہے اور اس پر بڑے مزے سے دراز ہو جاتا ہے۔ آفس میں سامان ادھر ادھر پھیلا ہوا ہے (پردہ اٹھتا ہے)۔

چند لمحوں بعد لڑکی کا باپ ڈاکٹر کوئیلو داخل ہوتا ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں میڈیکل بیگ ہے اور کوٹ کی جیب میں اسٹیتھیسکوپ ٹھونسا ہوا ہے۔ کمرے میں آتے ہی اس کی نظر اپنے سامان پر پڑتی ہے پھر رام بھروسے پر۔ وہ ٹھوکا دے کر رام بھروسے کو جگاتا ہے۔ رام بھروسے ادب سے کھڑا ہو جاتا ہے۔
اس کے بعد جو منظر دکھائی دیتا ہے اس میں رام بھروسے اور ڈاکٹر باتیں کر رہے ہیں۔

آیئے اب اصل ڈرامے کا آخری حصہ پڑھتے ہیں

(جب مزدور چلے جاتے ہیں تو انکل رام بھروسے کونے کے تخت کو اسٹیج کے مرکز میں لیتا ہے اور اس پر بڑے مزے سے دراز ہو جاتا ہے) اتنے میں چند لمحوں کے بعد کمرے میں ڈاکٹر داخل ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا میڈیکل بیگ

دراز ہونا: لیٹ جانا

Print\nOTE\NOTE1.tif not found.

ہے اور کوٹ کی جیب میں اسٹیتھیسکوپ ٹھونسا ہوا ہے۔ اور باہر نکلا ہوا ہے۔ کمرے میں آتے ہی اس کی نظر سب سے پہلے تو اپنے سامان پر پڑتی ہے پھر تخت پر لیٹے ہوئے رام بھروسے پر جو آنکھیں بند کئے لیٹا ہے اور وہ حیرت سے کبھی اپنے سامان کو کبھی رام بھروسے کی طرف دیکھتا ہے پھر ٹھوکا دے کر رام بھروسے کو جگا دیتا ہے۔ رام بھروسے گھبرا کر اٹھتا ہے اور ڈاکٹر کو دیکھ کر مؤدب کھڑا ہو جاتا ہے۔

مؤدب: ادب سے

ڈاکٹر : تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ اور ہمارا سامان یہاں کیسے آ گیا؟

رام بھروسے : بٹیا نے ٹیلی فون کیا تھا سرکار۔ سامان لے کر فوراً یہاں آ جاؤ۔ میں آ گیا

ڈاکٹر : بلو نے ٹیلی فون کیا تھا؟

رام بھروسے : ہاں سرکار

ڈاکٹر : تو ضرور اسے یہاں فلیٹ مل گیا ہوگا۔ وہ غلط ٹیلی فون کرنے والی نہیں ہے مجھے ذرا ایک مریض کے ہاں دیر ہو گئی ورنہ اس سے پہلے آ جاتا۔ بلّو کہاں ہے؟

رام بھروسے : معلوم نہیں سرکار مگر کمل کنج تو یہی ہے؟

ڈاکٹر : بلڈنگ تو نئی معلوم ہوتی ہے اور باہر سے فلیٹ بھی اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

بلڈنگ: عمارت

رام بھروسے : ہماری بٹیا کوئی برا فلیٹ تھوڑی پسند کریں گی۔

(پنڈت رام دیال انجینئر مکر جی کے ہمراہ واپس اندر آ رہے ہیں باتیں کرتے ہوئے)

رام دیال : اگر تین دن میں گھسائی ختم ہو جائے تو اچھا ہے؟

مکر جی : ہو جائے گا

(یکا یک رام دیال سامان سے ٹھوکر کھا کر حیران ہو کر کہتا ہے)

رام دیال : ایں؟ یہ سامان کس کا ہے؟

ڈاکٹر : ہمارا ہے اور کس کا ہے؟

رام دیال : اور آپ کون ہیں؟

ڈاکٹر : (غصے سے) اور آپ کون ہیں؟

رام دیال : یہ تو میں بعد میں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔ پہلے آپ بتایئے آپ کون ہیں اور کس نے یہاں آپ کو سامان لانے کی اجازت دی؟

ڈاکٹر : (تلخی سے) سامان تو وہی لائے گا جو فلیٹ کرایے پر لے گا۔ میری بیٹی نے غالباً یہاں فلیٹ کرایے پر لیا ہے۔

تلخی: کڑواہٹ

رام دیال : (طنزاً) غالباً

طنزاً: طنز کے ساتھ

ڈاکٹر : (بھڑک کر) غالباً نہیں یقیناً۔ وہ اس قدر SURE شیور نہ ہوتی تو میرے نوکر کو ٹیلی فون کر کے سامان یہاں نہ منگا لیتی۔

رام دیال : مگر آپ کی بیٹی ہے کہاں؟

ڈاکٹر : یہی تو میں آپ سے پوچھتا ہوں میری بیٹی ہے کہاں؟

رام دیال : میں کیا آپ کی بیٹی کا رکھوالا ہوں۔

ڈاکٹر : مگر اس نے ابھی یہاں سے ٹیلی فون کیا تھا کیوں رام بھروسے؟

رام بھروسے : جی ہاں۔

ڈاکٹر: (رام دیال سے) اور تم کہتے ہو تمہیں کچھ پتا ہی نہیں؟

YOU WICKED OLD MAN

(لپک کر ڈاکٹر پنڈت رام دیال کی طرف بڑھتا ہے اور جلدی سے اس کو گردن سے پکڑ لیتا ہے۔) ٹھیک ٹھیک بتاؤ کہاں ہے میری لڑکی؟ ورنہ ابھی پولیس کو ٹیلی فون کرتا ہوں۔

رام دیال گردن چھڑاتے ہوئے) آ...آ...آ

لڑکی کی آواز : ڈیڈی! ڈیڈی۔

(ڈاکٹر پلٹ کر دیکھتا ہے تو اسے اپنی لڑکی کمل کانت کے ساتھ نظر آتی ہے وہ جلدی سے رام دیال کی گردن چھوڑ دیتا ہے رام دیال زور زور سے ہانپ رہا ہے۔ لڑکی بھاگ کر ڈاکٹر کے پاس آتی ہے)

لڑکی : ڈیڈی میں ابھی ابھی فلیٹ دیکھ کے آ رہی ہوں۔

IT'S A VERY NICE FLAT

TWO BIG BED ROOM

TWO BIG BATH ROOM

AND A BIG HALL AND A BIG KITCHEN

AND A BIG PANTRY OH!

IT IS LOVELY

یونو اور کرایہ صرف سات سو روپے۔

ڈاکٹر : تم نے لے لیا۔

لڑکی : یہ دیکھیے فلیٹ کی چابی۔

رام دیال : (بیٹے سے) تم نے فلیٹ ان کو دے دیا۔

sure: شیور پر یقین پر اعتماد

You wicked old man: اے بوڑھے ظالم مرد

ڈیڈی: والد

Print\nOTE\NOTE1.tif not found.

کمل کانت : ہاں پتا جی۔

رام دیال : مگر یہ ہیں کون؟

کمل کانت : (گھبرا کر) یہ...... یہ......تو میں نے پوچھا ہی نہیں۔

رام دیال : نام تک نہیں پوچھا اور کرایے پر دے دیا۔

کمل کانت : ان کا نام بلّو ہے شاید۔

رام دیال : بلّو؟ بلّو؟؟ کون بلّو بلّو تو بملا ہوسکتی ہے۔ بلّو تو بلونت کور ہوسکتی ہے۔اور بلّو تو بتول بھی ہوسکتی ہے۔ کمل کانت یہ تو میں نے پوچھا نہیں۔ میرے لیے بلّو کافی ہے، بہت کافی ہے۔(لڑکی اور کمل دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں)

لڑکی : میں بتاتی ہوں، میرا نام ازابیلا ہے۔ ازابیلا کوئیلو اور یہ میرے ڈیڈی ہیں، ڈاکٹر ایڈورڈ کوئیلو۔ ہندوستان کے مشہور ''HEART SPECIALIST''

Heart Specialist: ماہر امراضِ قلب، دل کا ڈاکٹر

رام دیال : (اونچی آواز میں) ایڈورڈ کوئیلو؟ ازابیلا کوئیلو؟ (دونوں باپ بیٹی سر ہلاتے ہیں)

رام دیال : (اور بلند آواز سے) تو آپ لوگ کرسٹان ہیں؟ (دونوں باپ بیٹی سر ہلاتے ہیں)

کرستان: عیسائی

بھرشٹ ہونا: خراب

رام دیال : ہے...... بھگوان...... میرا تو دھرم بھرشٹ ہوگیا۔ (مٹھّیاں کس کر) نکل جاؤ بدمعاشو، ابھی چلے جاؤ۔ میرے گھر سے نکل جاؤ۔

کمل کانت : پتا جی۔

رام دیال : (چیخ کر) میں مرجاؤں گا۔ مگر جیتے جی ان کو کبھی اپنی بلڈنگ میں گھسنے نہیں دوں گا۔ سنتے ہو نکل جاؤ۔ (مرزا جی داخل ہوتے ہیں اور خاموشی سے تماشا دیکھتے ہیں)

ڈاکٹر کوئیلو : جانتا ہوں مگر عدالت میں تم سے سمجھوں گا۔ میں تم سے پچاس ہزار روپے ہرجانہ وصول کروں گا۔

رام دیال : تم پچاس ہزار نہیں ایک لاکھ وصول کرو۔ پانچ لاکھ وصول کرو۔ دس لاکھ وصول کرو، مگر تم کبھی نہیں اس بلڈنگ میں...... ہائے۔

(یکایک اپنے دل کو پکڑ کر تخت پر دھڑام سے گر جاتا ہے زور سے ''پتا جی'' کہہ کر کمل کانت ان کی طرف بڑھتا ہے۔ مکر جی اور مرزا جی بھی...... جاتے جاتے ڈاکٹر کوئیلو اور ازابیلا کو ئیلو رک کر دیکھتے ہیں۔)

مرزا جی : دل کا دورہ پڑ گیا۔

ڈاکٹر : چلو بیٹی (ڈاکٹر اپنی بیٹی کو لے کر جانے لگتا ہے)

(کمل کانت اپنے باپ کو چھوڑ کر بھاگا آتا ہے۔)

Print\nOTE\NOTE2.tif not found.

کمل کانت : ڈاکٹر صاحب! ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر : میرا ہاتھ چھوڑ دو۔

کمل کانت : ڈاکٹر صاحب انہیں دل کا دورہ پڑ گیا ہے۔HE IS COLLAPSING

ڈاکٹر : تو میں کیا کروں؟

کمل کانت : FOR GOD'S SAKE HAVE MERCY UPON HIM انہیں بچا لیجئے۔

ڈاکٹر : میں کرسٹان ہوں۔ میرے ہاتھ لگانے سے اس کا دھرم بھرشٹ ہو جائے گا۔ مجھے جانے دو۔

کمل کانت : واپس چلیے ڈاکٹر صاحب۔ اسے بچا لیجئے۔ وہ بڈھا آدمی ہے۔ پرانے خیالوں میں گھرا ہوا۔ مگر وہ میرا باپ ہے۔ میں اپنی جان دے کر بھی اس کی جان تم سے مانگ سکتا ہوں اسے معاف کرو ڈاکٹر۔ واپس چلو ڈاکٹر۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ (ڈاکٹر لڑکی کی طرف دیکھتا ہے۔ لڑکی اسے خاموش نگاہوں سے واپس جانے کا اشارہ کرتی ہے۔ ڈاکٹر واپس آتا ہے۔ تخت کے آس پاس کے سب لوگ پرے ہٹ جاتے ہیں۔ پنڈت رام دیال کو اوندھے دیکھ کر رام دیال اسے سیدھا کرتا ہے جلدی سے معائنہ کرتا ہے۔ بیگ کھول کر انجکشن دیتا ہے۔ لڑکی اس کی مدد کرتی ہے۔ انجکشن دے کر وہ سب لوگوں کو اشارے سے پرے ہٹ جانے کے لیے کہتا ہے۔

پنڈت رام دیال بالکل بے حس و حرکت لیٹا ہے۔ ڈاکٹر اپنی گھڑی کی جانب دیکھ رہا ہے۔ آہستہ سے رام دیال کے جسم میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ آہستہ سے وہ آنکھیں کھولتا ہے۔ آہستہ سے وہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہے)۔

ڈاکٹر : اٹھیے مت لیٹے رہیے۔

رام دیال : نہیں مجھے بیٹھنے دو۔

کمل : ڈاکٹر صاحب نے آپ کی جان بچائی ہے۔ پتا جی۔

(پنڈت رام دیال چپ رہتا ہے۔)

مرزا جی : آپ چپ کیوں ہیں؟ کیا آپ اپنے محسن کا شکریہ ادا نہیں کریں گے۔

ڈاکٹر : اسے قدرت کا ایک معجزہ کہنا چاہیے۔ ایک منٹ پہلے میں نے دیکھا آپ کی نبض بند تھی۔ دل بند تھا۔ سانس کا عمل بند تھا۔ جسم ہر اعتبار سے مردہ تھا۔

رام دیال : مگر میں مرا نہیں تھا ڈاکٹر...... مجھے ایسا لگا جیسے میں ایک بہت لمبے سفر پر جا رہا ہوں اور راستے میں مجھے اپنی بلڈنگ کی آتما ملی۔

ڈاکٹر : بلڈنگ کی آتما؟

رام دیال : ہاں ڈاکٹر بلڈنگ کی آتما! ہر بلڈنگ کی آتما ہوتی ہے۔ جیسے ہر انسان ہر قوم اور ہر دیش کی ایک آتما ہوتی

He is collapsing: وہ مر رہا ہے

for God's sake: خدا کے واسطے

have mercy upon him: اس پر رحم کرو

معائنہ: جانچ

بے حس و حرکت لیٹا: بے ہلے ڈُلے

Print\nOTE\NOTE1.tif
not found.

ہے۔اسی طرح ہر بلڈنگ کی بھی ایک آتما ہوتی ہے اور یہ آتما مجھے راستے میں ملی۔ میں نے اس سے کہا آؤ اکٹھے چلیں۔ ہمارا تمہارا راستہ ایک ہے۔ وہ بولی اس راستے پر چل کر نہ تم کبھی منزل کو پہنچ سکو گے نہ میں۔ کیونکہ یہ راستہ پرانا ہوگیا ہے۔اب یہ راستہ کہیں نہیں جاتا ہے۔ میں نے پوچھا تو آگے جانے کی ترکیب کیا ہے۔ وہ بولی آگے وہی لوگ جاتے ہیں جو اپنے گھر کے دروازے کھلے رکھتے ہیں۔

اس لیے میں واپس آ گیا (کمر بند سے چابیوں کا گچھا دیتا ہے) تم یہ چابیاں لے لو کمل اور میرے گھر کے سارے دروازے کھول دو۔اس بلڈنگ کا نقشہ ایک بنگالی انجینئر نے بنایا ہے۔ راجستھانی مزدوروں نے اس میں اینٹیں لگائی ہیں۔ ملیالیوں نے اس کو رنگ و روغن دیا ہے۔ پنجابی بڑھئی نے اس کے دروازے اور کھڑکیاں بنائی ہیں۔عبدالستار نے اس میں موزیک کا فرش بچھایا ہے۔ڈیسوزا اس میں بجلی لائے گا۔اور ڈیوڈ ابراہام پانی کے نل لگائے گا اور رستم پہلوان سینٹری فٹنگز کرے گا۔ یہ گھر جسے ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی یہودی نے مل کر بنایا ہے۔ اگر وہ سب مل کر اس گھر میں نہیں رہیں گے تو گھر کیسے آباد ہوگا۔اس لیے میں واپس آ گیا ہوں اور تمہیں یہ چابیاں دیتا ہوں، کمل! اب اس گھر کے سارے دروازے کھول دو اور اس کے سارے بیٹوں کو بلا لو۔ کریم اللہ سائنس داں کو اور آفتاب رائے کو اور رنگا چاری کو ایڈورڈ کو کیلو کو اور سردار گوروں دیال سنگھ کو۔اور جس کسی نے ایک اینٹ بھی اس گھر کو دی ہے یہ گھر اس کا ہے۔اور جو کوئی اس کی دیواروں سے لگ کے رویا ہے یہ گھر اس کا ہے اور جس کسی نے اس کے صحن میں کھڑے ہو کر انسان اور اس کی امید اور اس کی حسرت اور اس کے دکھ اور اس کی مسرت اور مستقبل سے پیار کیا ہے یہ گھر اس کا ہے۔اب یہ گھر اکیلے پنڈت رام دیال کا نہیں، یہ گھر تم سب کا ہے۔(آہستہ آہستہ گھر کے تمام افراد گھر بنانے والے اور گھر پر کام کرنے والے اور گھر میں آنے والے تمام لوگ پنڈت رام دیال کے پیچھے جمع ہو جاتے ہیں۔سب کے چہرے خوشیوں سے دمک رہے ہیں اور پس منظر موسیقی میں یکجہتی، پیار، احساسات اور اخوت کا ایک خوش آیند کورس بلند ہوتا ہے اور پردہ آہستہ آہستہ گرتا ہے)۔

6.2 متن کی تشریح

مصنف نے اس ڈرامے میں ہندوستانی سماج میں پھیلے ہوئے زہر، مذہبی تعصب پر ایک کڑی چوٹ لگائی ہے۔ کہانی تیز رفتاری سے بڑھتی ہوئی اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ جاتی ہے۔ جو شخص مذہبی تعصب کا شکار تھا اس کا دل، یکجہتی پیار اور اخوت کے جذبات سے بھر جاتا ہے۔ یہی اس ڈرامے کا پلاٹ ہے۔اچھے پلاٹ کی ایک خوبی یہ مانی جاتی ہے کہ اس پر سچائی کا گمان ہونے لگتا ہے۔اس ڈرامے کی کہانی اتنی مؤثر ہے کہ ہمارے دل ودماغ پر بڑی دیر تک اس کا اثر رہتا ہے۔

Print\nOTE\NOTE2.tif not found.

ڈرامے کے کردار ڈرامے کو آگے بڑھانے میں مدد کرتے ہیں۔ مصنف نے اس آخری منظر میں ڈرامے کے تمام کرداروں کو یکجا کر دیا ہے اور یہ کام اس نے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ مصنف کہانی کے ذریعے جو تاثر قائم کرنا چاہتا ہے اس میں ان تمام کرداروں نے اہم رول ادا کیا ہے۔

اس کے مکالمے ڈرامے کی جان ہیں۔ ڈراما نگار نے مکالموں کے ذریعے وہ تمام باتیں کہہ ڈالی ہیں جو خود کہنا چاہتا ہے۔ مکالموں کی زبان بھی ماحول، حالات اور کرداروں کے عین مطابق ہے۔ اسی لیے ان کی زبان بہت جان دار، صاف اور رواں ہے۔ مصنف جو بات کہنا چاہتا ہے ان کو واضح کرنے میں مکالموں کی زبان بڑی مددگار ثابت ہوئی ہے۔

بات چیت میں کئی بار فلیٹ (FLAT) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ زمین کے ایک ٹکڑے پر کئی منزلہ (عام طور پر دو یا تین کمروں کے) مکانات بنوائے جاتے ہیں اسے فلیٹ کہتے ہیں۔ زمین کی قیمتیں چونکہ بہت زیادہ ہوگئی ہیں اور زمینیں بہ آسانی دستیاب بھی نہیں۔ اس لیے یہ طریقۂ رہائش آج کل بہت زیادہ رائج ہے۔

''بلّو'' ازابیلا کی ''عرفیت'' ہے۔ پیار میں اکثر نام کو مختصر کر کے پکارتے ہیں۔ اسے ''عرفیت'' کہتے ہیں۔

''YOU WICKED OLD MAN'' کے جملے کا مطلب ہے ''بوڑھے شیطان'' یہ جملہ رام دیال کے لیے استعمال ہوا ہے۔

It is a very nice Flat

Two big bed rooms

Two big bath rooms and a very big hall and

a big kitchen and a big pantry oh! it is lovely.

ان جملوں کا مطلب ہے:

''بہت اچھا فلیٹ ہے۔ اس میں دو بڑے بڑے سونے کے کمرے ہیں، دو بڑے بڑے غسل خانے ہیں ایک بہت بڑا ہال ہے باورچی خانہ بھی بڑا ہے اور نعمت خانہ بھی خاصا بڑا ہے۔ واقعی بہت ہی اچھا فلیٹ ہے۔''

''میرا تو دھرم بھرشٹ ہو گیا۔''

یہ جملہ سراسر تعصب پر مبنی ہے۔ پرانے خیالات کا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ کسی مسلمان یا عیسائی کو فلیٹ میں جگہ دینے سے اسکا مذہب خطرے میں پڑ جائے گا۔ حالاں کہ کسی مذہب نے اس طرح کی تفریق کی تعلیم نہیں دی ہے۔ انسان کے سوچنے کا یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔

Print\nOTE\NOTE1.tif not found.

’’He is collapsing‘‘ کا مطلب ہے کہ وہ قریب المرگ ہے اگر علاج نہ کیا گیا تو وہ مر جائے گا۔

For God's sake, have mercy upon him.

کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے واسطے ان پر رحم کیجیے۔

ڈاکٹر کا یہ کہنا کہ میں عیسائی ہوں میرے ہاتھ لگانے سے اس کا دھرم بھرشت ہو جائے گا۔ایک خوب صورت طنز ہے۔ حالانکہ ڈاکٹر اس طرح کے خیالات کا آدمی نہیں ہے۔لیکن چونکہ رام دیال نے اس قسم کی باتیں کی تھیں اس لیے اس نے اسی کے الفاظ دوہرا دیئے ہیں۔کمل کانت ایک سمجھ دار اور روشن خیال لڑکا ہے۔ وہ ڈاکٹر کو اپنے باپ کے علاج کے لیے راضی کر لیتا ہے۔ڈاکٹر کے علاج کے بعد رام دیال کے بے جان جسم میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔

6.3 زبان کے بارے میں

مصنف نے جگہ جگہ اردو کے ساتھ انگریزی الفاظ اور فقروں کا استعمال کیا ہے۔آج کل عام بول چال میں بہت سے انگریزی الفاظ کا چلن ہو گیا ہے۔ جیسے عمارت کے لیے بلڈنگ، دل کے ڈاکٹر کے لیے ’’Heart Specialist‘‘ قلم کے لیے ’’پن‘‘ اور گیند کے لیے بال وغیرہ۔

انگریزی الفاظ استعمال کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر ایڈورڈ اور ازابیلا دونوں عیسائی ہیں۔اس مناسبت سے انگریزی زبان کا استعمال ڈرامے کی خوب صورتی کو بڑھا رہا ہے۔

متن پر سوالات 6.1

درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

1. رام دیال ڈاکٹر کو فلیٹ دینے کے لیے کیوں تیار نہیں تھا؟

   (i) ڈاکٹر غریب تھا۔

   (ii) ڈاکٹر عیسائی تھا۔

   (iii) وہ جھگڑالو تھا۔

   (iv) وہ انگریزی بولتا تھا۔

Print\nOTE\NOTE2.tif not found.

2. بلّو؟ بلّو؟ کون بلّو؟..... بلّو تو بملا ہو سکتی ہے۔ بلّو بلونت کور ہو سکتی ہے اور بلّو بتول ہو سکتی ہے۔ مندرجہ بالا جملہ کس نے کہا ہے؟

(الف) رام دیال

(ب) کمل کانت

(ج) مرزا ارشاد حسین

(د) رام بھروسے

3. اس ادھورے جملے کو نیچے دی ہوئی باتوں سے مکمل کیجئے۔

میں کرسٹان ہوں اور ....

(الف) یہ ہندو ہے یہ اس بلڈنگ کا مالک ہے۔

(ب) میرا ہاتھ لگانے سے اس کا دھرم بھرشٹ ہو جائے گا۔

(ج) یہ میری بیٹی ازبیلا کوئیلو ہے۔

(د) تم میری بیٹی سے شادی کیسے کرو گے۔

6.4 متن کی تشریح

ڈرامے کا آخری حصہ قومی یکجہتی کی بڑی بھرپور اور جاندار عکاسی کرتا ہے۔ مصنف نے لکھا ہے ''جیسے ہر انسان، ہر قوم اور ہر دیش کی ایک آتما ہوتی ہے، اسی طرح ہر بلڈنگ کی بھی ایک آتما ہوتی ہے۔ اور یہ آتما مجھے راستے میں ملی۔ اس نے مجھ سے کہا'' بلڈنگ کی تجسیم کی ہے۔ یعنی بلڈنگ کو جسم دے دیا ہے اور اس سے کچھ باتیں کہلوائی ہیں۔

مصنف بلڈنگ کو ایک نمونہ بنا کر دراصل ہندوستانیوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہے کہ جب تک ہمارے ملک کے لوگوں میں اتحاد، میل جول، اخوت ومحبت اور ایک دوسرے کے لیے ایثار وقربانی کا جذبہ نہیں ہوگا۔ اس وقت تک ہم ترقی کے راستوں پر آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔

اس کے بعد بلڈنگ کو بنانے والوں میں مختلف مذہب کے لوگوں نے حصہ لیا ہے۔ یہ کہہ کر مصنف نے ہندوستان کی مشترک تہذیب، کثرت میں وحدت اور مختلف مذاہب کی رنگارنگی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس ملک میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں۔ اگر ان میں آپس میں ایک دوسرے کے مذہب کے لیے رواداری اور عزت کا جذبہ نہیں

Print\nOTE\NOTE1.tif
not found.

ہوگا تو یہ ملک ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جائے گا۔ اس لیے ہم کو آپسی رنجشوں کو بھلا کر ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے۔

6.5 زبان کے بارے میں

جو عمل عادت وفطرت کے خلاف واقع ہوا ہے اسے معجزہ کہتے ہیں۔ چوں کہ رام دیال بے حس وحرکت ہو چکا تھا۔ اس کے بعد اس کا دوبارہ حرکت کرنا ایک خلاف فطرت بات تھی۔ اس لیے اسے معجزہ کہا ہے۔

رام دیال کہتا ہے کہ وہ مرا نہیں بلکہ ایک لمبے سفر پر گیا تھا اور راستے میں اسے اس کی اپنی بلڈنگ کی آتما ملی۔ مصنف نے بلڈنگ کی آتما کا ذکر کر کے بڑی خوب صورتی سے اپنا مدّعا بیان کیا ہے۔ حالانکہ بلڈنگ ایک بے جان چیز ہے اور بے جان چیزوں کی روح نہیں ہوتی۔ اس لیے اس کے بولنے اور سمجھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن مصنف خاص تاثر پیدا کرنے کے لیے بے جان چیزوں کے منہ میں زبان دے دیتا ہے۔ یہاں بھی بلڈنگ کہ منہ میں زبان دے دی گئی ہے اور وہ تمام باتیں کہلوائی گئی ہیں جو مصنف خود کہنا چاہتا ہے۔

متن پر سوالات 6.2

1. خالی جگہوں کو دیئے گئے الفاظ سے بھریئے۔

(i) ہر بلڈنگ کی.......... ہوتی ہے۔

(الف) آتما (ب) پرماتما (ج) جان

(ii) آگے وہی لوگ جاتے ہیں جو اپنے.......... کے دروازے کھلے رکھتے ہیں۔

(الف) دل (ب) گھر (ج) بلڈنگ

(iii) یہ گھر اکیلے.......... کا نہیں ہے۔

(الف) رام دیال (ب) رام بھروسے (ج) کمل کانت

2. رام دیال نے کمل کانت کو چابیاں کیوں دیں؟

(الف) سارے دروازے اور کھڑکیاں بند کرنے کے لیے۔

(ب) سارے دروازے اور کھڑکیاں کھول دینے کے لیے۔

(ج) چابیوں کو حفاظت سے رکھنے کے لیے۔

Print\nOTE\NOTE2.tif
not found.

آپ نے کیا سیکھا

- کرشن چندر اردو کے مشہور و معروف افسانہ نگار ہیں۔
- ان کے اس ڈرامے ''دروازے کھول دو'' کا مرکزی خیال قومی یکجہتی ہے۔
- یہ ڈراما تعصب و تنگ نظری کے اوپر ایک گہری چوٹ ہے۔
- تعصب و تنگ نظری ملک کی ترقی کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔

6.6 اسلوب بیان

کرشن چندر کا انداز بیان نہایت خوب صورت، دلکش اور شاعرانہ ہے۔ ان کی تحریروں میں ان کے فکر، مشاہدے اور تخیل کی کار فرمائی نظر آتی ہے۔ ان کا مشاہدہ کافی وسیع اور گہرا ہے۔

6.7 مزید مطالعہ

آپ نے ڈرامہ ''دروازے کھول دو'' کا آخری حصہ پڑھا ہے۔ اس پورے ڈرامے کو پڑھیے۔

6.11 اختتامی سوالات

1. ڈرامہ ''دروازے کھول دو'' کا مرکزی خیال کیا ہے؟
2. رام دیال اپنی ذات برادری کے باہر لوگوں کو فلیٹ دینے سے کیوں منع کرتا تھا۔
3. اس ڈرامے کے کرداروں میں سے کون سا کردار آپ کو پسند ہے اور کیوں؟
4. کرشن چندر کے اسلوب بیان پر روشنی ڈالیے۔

متن پر سوالات کے جوابات

6.1

1. ڈاکٹر عیسائی تھا۔

Print\nOTE\NOTE1.tif not found.

2. رام دیال۔

3. میرے ہاتھ لگانے سے اس کا دھرم بھرشٹ ہو جائے گا۔

6.2

1. (i) آتما (ii) دل (iii) رام دیال

2. سارے دروازے اور کھڑکیاں کھول دینے کے لیے۔